باب چہارم

اَخلاق وآداب

(1) شکر وقناعت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- قرآن وسنّت کی روشنی میں اَخلاقِ حَسنہ، شکر وقناعت کے معنیٰ ومفہوم کو جان سکیں۔
- شکر وقناعت کی اہمیت اور فضیلت کو سمجھ سکیں۔
- روزمرّہ کے معاملات میں شکر وقناعت اختیار نہ کرنے کے نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
- سیرتِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے شکر وقناعت کی مثالیں سمجھ سکیں۔
- عملی زندگی میں شکر وقناعت کے معاشرتی فوائد وثمرات سے استفادہ کر سکیں۔
- شکر وقناعت کی مثالوں سے سبق حاصل کر سکیں۔
- عملی زندگی کے معاملات میں شکر وقناعت کا مظاہرہ کر سکیں۔
- شکر وقناعت کو اپنا کر ایک مثالی مسلمان بن کر معاشرے کی خدمت کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

شکر کا لغوی معنیٰ احسان ماننا، قدر پہچاننا اور محسن کا احسان مانتے ہوئے اس کا صلہ ادا کرنا ہے۔ قناعت کا معنیٰ قسمت پر راضی رہنا ہے۔ اصطلاحی معنیٰ میں قناعت سے مراد یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رزق دیا جا رہا ہے اس پر اس کا نفس راضی رہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (سُوْرَةُ ابراهيم: 7)

ترجمہ: اگر تم شکر کرو گے تو یقیناً میں تمھیں اور زیادہ عطا فرماؤں گا۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے کہ وہ انسان کامیاب و بامراد ہو گیا جو مسلمان ہو گیا اور اسے گزر بسر کے بقدر روزی ملی اور اللہ نے اسے جو دیا، اس پر قناعت کی توفیق بخشی۔ (صحیح مسلم: 1054)

قناعت کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ انسان اسباب کی تلاش ہی چھوڑ دے، بلکہ کوشش کرتا رہے اور محنت کے بعد جو مل جائے، اس پر راضی رہے۔ شکر اور قناعت دو ایسے عظیم اوصاف ہیں، جن سے متصف ہو کر انسان اپنے پروردگار کے قریب ہو سکتا ہے اور خوشی سے زندگی گزار سکتا ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا:

''جس شخص کوکوئی چیز ملے اوروہ اس کا تذکرہ کرے تواس نے اس کاشکراداکردیااورجس نے اسے چھپایاتواس نے ناشکری کی''

(سنن ابی داؤد:4814)

ایک دوسرے مقام پر شکر کے اجر کے متعلق نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشادفرمایا:

"کھانا کھا کراللہ کاشکراداکرنے والا (اجروثواب میں) صبرکرنے والے روزہ دار کے برابر ہے" (جامع ترمذی:2486)

اگرانسان شکراورقناعت نہ کرے تو ہمہ وقت حصولِ دولت اور وسائل کے لیے کوشاں رہتا ہے جواس کا دلی اطمینان چھین لیتا ہے اور روز بروز اس کی صحت خرابی کی طرف مائل ہوتی جاتی ہے اورراحت وسکون اس کی زندگی سے نکل جاتا ہے۔آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ شکرگزاری کا عملی پیکر تھے۔نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیبہ سے شکر اور قناعت کی مختلف صورتوں اور طریقوں کی جھلک نظر آتی ہے۔آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو جب بھی کوئی نعمت حاصل ہوتی توآپ فوراً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ کر اللہ تعالیٰ کاشکراداکرتے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے۔انسان کو ملنے والی ہرنعمت صرف اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اوراسے چاہیے کہ وہ دنیا کی نعمتوں پر غور وفکر کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں انسان اور مسلمان بنایا،اس نے ہمیں زندہ رہنے کے لیے بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں، جیسے ہوا، پانی، روشنی اورغذا وغیرہ۔شکرگزار بننے سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

عملی زندگی میں شکرگزار بننے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان مال،حسن و جمال، رزق اور دیگرنعمتوں میں اپنے سے کم تر درجے والے کو دیکھے،تاکہ اسے احساس ہوکہ مجھے میرے ربّ نے زیادہ عطا کیا ہے۔یہی جذبات اس کوشکر کی طرف لے آتے ہیں،شکروقناعت سے ہی عبادت میں سکون ملتا ہے،ورنہ انسان لامحدود اور پُرتعیُّش سامانِ زندگی کے پیچھے دوڑ دوڑ کر خود کو تھکا دیتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے خالق و مالک کاشکراداکرنے کے ساتھ ساتھ اپنے محسن اور خیرخواہ دوستوں اوررشتہ داروں کا بھی شکراداکریں، کیوں کہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

''جس نے لوگوں کاشکرادانہیں کیا،اس نے اللہ کا بھی شکرادانہیں کیا'' (جامع ترمذی:1955)

انسانوں کے شکر کا بہترین طریقہ ان کی نیکی اور بھلائی کے جواب میں جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا کہنا ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

''جس شخص کے ساتھ کوئی بھلائی کی گئی اوراس نے بھلائی کرنے والے سے جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا

(اللہ تعالیٰ تم کو بہتر بدلہ دے) کہا،اس نے اس کی پوری پوری تعریف کردی۔ (جامع ترمذی:2035)

Web Version of PCTB Textbook

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) شکر کا لغوی معنیٰ ہے:

(الف) احسان ماننا (ب) خرچ کرنا (ج) تلاش کرنا (د) طلب کرنا

(ii) قناعت سے مراد ہے کہ انسان کو جو رزق ملے:

(الف) اس پر راضی رہے (ب) اس کو کم سمجھے (ج) اس میں کثرت سے خرچ کرے (د) اس میں کنجوسی کرے

(iii) اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے کہنا چاہیے:

(الف) اَللّٰهُ اَكْبَرُ (ب) سُبْحَانَ اللّٰهِ (ج) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (د) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

(iv) کھانا کھا کر شکر ادا کرنے والے کا اجر برابر ہے:

(الف) روزے دار کے (ب) مجاہد کے (ج) مسافر کے (د) سخی کے

(v) بھلائی کرنے والے شخص کو جواب میں کہنا چاہیے:

(الف) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (ب) جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا

(ج) يَرْحَمُكَ اللّٰه (د) اَللّٰهُ اَكْبَرُ

2- مختصر جواب دیں:

(i) شکر و قناعت کا معنیٰ و مفہوم لکھیں۔ (ii) شکر و قناعت اختیار نہ کرنے کے نقصانات لکھیں۔

(iii) حدیثِ مبارک کے مطابق نعمت کے حصول پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والے کے لیے کیا اجر ہے؟

(iv) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی شکر گزاری کی ایک مثال تحریر کریں۔

(v) لوگوں کا شکر ادا کرنے کی اہمیت پر ایک حدیث مبارک لکھیں۔

3- تفصیلی جواب دیں:

(i) قرآن و سنّت کی روشنی میں شکر و قناعت کی اہمیت اور معاشرتی فوائد تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سیرت سے شکر و قناعت کے واقعات پر گفت گو کریں۔
- شکر و قناعت پر تحقیقی مضمون تحریر کریں۔
- طلبہ اپنی روز مرّہ زندگی سے ایک دوسرے کو شکر کے واقعات سنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو رسولِ اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اُسوہ حسنہ سے شکر و قناعت کے چند واقعات سنائیں جو سبق میں شامل نہ ہوں۔

Web Version of PCTB Textbook

(2) امانت ودیانت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- قرآن وسنّت کی روشنی میں امانت ودیانت کے معنیٰ ومفہوم بیان کر سکیں۔
- امانت ودیانت کی اہمیت وفضیلت کو سمجھ سکیں۔
- سیرتِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے امانت ودیانت کی مثالیں سمجھ سکیں۔
- عملی زندگی میں بد دیانتی اور دھوکا دہی کے نقصانات سے آگاہ ہو سکیں۔
- امانت ودیانت کی مثالوں سے سبق حاصل کر سکیں۔
- روزمرہ کے معاملات میں امانت ودیانت کا مظاہرہ کر سکیں۔
- عملی زندگی میں امانت ودیانت کے معاشرتی فوائد وثمرات سے استفادہ کر سکیں۔
- امانت ودیانت کو اپنا کر مثالی مسلمان بن کر معاشرے کی خدمت کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

امانت ودیانت سے مراد کسی بھی شے اور کام کو اس کے درست تقاضوں کے مطابق انجام دینا ہے۔ امانت ودیانت کا تعلق صرف مال سے نہیں ہے، بلکہ اسلام میں اس کا تصور نہایت وسیع ہے اور امانت ودیانت کا تعلق زندگی کے ہر شعبے سے ہے۔ سب سے بڑی امانت داری خالقِ کائنات سے انسانوں کا وہ عہد ہے جس کی پاسداری کے لیے انسان کو دنیا میں بھیجا گیا ہے، باقی تمام امانتیں اسی بنیادی تصور سے وابستہ ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائی بھی ان میں داخل ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا (سُوْرَةُ النِّسَاء:58)

''بے شک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اُن کے حق داروں کے سپرد کرو۔''

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ (مسند احمد:5140)

''اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جو امانت پوری نہیں کرتا۔''

امانتوں کی ادائی کا سلسلہ حکمرانِ وقت سے شروع ہو کر ایک خادم تک آتا ہے، حکمران اپنے فرائض ادا کریں، رعایا کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کریں، عدل قائم کریں اور عہدہ و منصب، اہل لوگوں کے سپرد کریں، علما، دینِ حق لوگوں کو پہنچانے کی امانت ادا کریں، مال دار اور اَغنیا اپنے اَموال میں سے غربا و مساکین کی معاونت کا فریضہ ادا کریں، لوگ دفاتر میں اپنے اوقات کی پابندی کریں، یہ سب

امانت ودیانت کی صورتیں ہیں۔ نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

''امانت کا تقاضا یہ ہے کہ جس کی امانت ہے، اس کو ادا کر دی جائے اور جو خیانت کرے، اس کے ساتھ بھی خیانت نہ کی جائے۔''

(جامع ترمذی:1264)

نبیِ کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ امانت داری کا پیکر تھے، اس لیے کفار اور مشرک بھی آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے۔ ہجرتِ مدینہ کی رات تک اہلِ مکّہ کی امانتیں آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے پاس تھیں جو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے حضرت علی المرتضیٰ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے حوالے کیں اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

ایک مرتبہ ہرقل (روم کے بادشاہ) نے ابوسفیان (جو ابھی دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے) سے سوال کیا کہ مکّہ مکرّمہ میں جو شخص نبوّت کے دعوے دار ہیں وہ تمھیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ تو ابوسفیان نے گواہی دی کہ وہ نماز، سچائی، پاک دامنی، ایفائے عہد اور امانت ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں، ہرقل نے کہا کہ یہ باتیں نبی ہی کی صفات ہوسکتی ہیں۔ (صحیح بخاری:2681)

انسان کی زندگی ایک بہت بڑی امانت ہے، اسی وجہ سے اپنی زندگی کو بھی ختم کرنے کا اختیار انسان کے پاس نہیں ہے۔ اپنے جسم کو جان بوجھ کر کسی قسم کا نقصان پہنچانا حرام ہے۔

اسلام میں ہر شخص کو اس کے دائرۂ کار میں امانتیں سونپی گئی ہیں۔ خواہ وہ خاندان کا سربراہ ہو، شوہر ہو، غرض سب سے ان کی امانتوں سے متعلق پوچھا جائے گا۔ کسی کے راز کو افشا نہ کرنا بھی امانت داری ہے۔ مشورہ بھی امانت ہوتا ہے، لہٰذا ہمیشہ کسی کو اچھا مشورہ دینا چاہیے اگر کوئی شخص کسی کے پاس کوئی چیز امانت رکھواتا ہے تو امین اس امانت کو استعمال نہیں کرسکتا۔ مجلس میں جو بات کہی جائے، وہ اس مجلس کی امانت ہے۔ اہلِ مجلس کی اجازت کے بغیر مجلس کی باتوں کو دوسروں سے بیان کرنا اور پھیلانا جائز نہیں، رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

جب کوئی شخص کسی سے کوئی بات کہے، پھر وہ چلا جائے، تو وہ بات سننے والے کے نزدیک امانت ہے کہ وہ اس کی حفاظت کرے، کسی کے سامنے وہ بات اس کی اجازت اور مرضی کے بغیر بیان نہ کرے، اگر بیان کر دے تو خیانت ہوگی۔ (جامع ترمذی:1909)

اگر انسان ایک دوسرے کے ساتھ امانت ودیانت والے معاملات کرتے رہیں گے تو معاشرہ پرسکون رہے گا، لوگوں میں اعتماد کی فضا بحال رہے گی، بددیانتی اور دھوکا دہی سے انسانی معاشروں میں بداعتمادی اور انتشار جیسے منفی رجحانات فروغ پاتے ہیں اور انسان کی تخلیق کے مقاصد فوت ہو جاتے ہیں اور انسان نہ صرف اشرف المخلوقات کے عظیم مرتبے سے نیچے گر جاتا ہے، بلکہ جنت جیسی دائمی نعمت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اسلامی تعلیمات کی روشنی میں امانت ودیانت کو اپنائیں، تاکہ ہمارا معاشرہ ایک اسلامی اور فلاحی معاشرہ بن سکے اور ہم دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کرسکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

مشق

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) امانت ودیانت کا تعلق ہے:

(الف) مالی معاملات سے (ب) ملازمت سے (ج) تجارت سے (د) زندگی کے ہر شعبے سے

(ii) ہجرتِ مدینہ کے وقت نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے پاس امانتیں موجود تھیں:

(الف) کفارِ مکہ کی (ب) اہلِ مدینہ کی (ج) یہود کی (د) اہلِ طائف کی

(iii) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے حکم سے کفارِ مکہ کو امانتیں واپس لوٹائیں:

(الف) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ب) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(ج) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے (د) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(iv) کسی کے راز کی حفاظت کرنا کہلاتا ہے:

(الف) امانت داری (ب) صلہ رحمی (ج) کفایت شعاری (د) عفوودرگزر

(v) حدیثِ مبارک کے مطابق مجلس میں کی گئی بات ہے:

(الف) امانت (ب) فیصلہ کن بات (ج) آخری بات (د) نہ بھولنے والی بات

2- مختصر جواب دیں:

(i) امانت داری سے کیا مراد ہے؟

(ii) قرآنِ مجید کی آیتِ کریمہ کی روشنی میں امانت کی اہمیت بیان کریں۔

(iii) حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہرقل کے دربار میں کیا جواب دیا؟

(iv) بددیانتی اور دھوکا دہی کے کوئی سے دو نقصانات تحریر کریں۔

(v) امانتوں کی ادائی کے سلسلہ میں افرادِ معاشرہ کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟

3- تفصیلی جواب دیں:

(i) قرآن وسنّت کی روشنی میں امانت کی اہمیت اور اقسام بیان کریں۔

(ii) سیرتِ طیبہ سے امانت کی کوئی ایک مثال بیان کریں۔

سرگرمی برائے طلبہ

- اساتذہ کرام کی مدد سے نبیِ کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے امانت ودیانت کے واقعات پر گفت گو کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- امانت کے انفرادی اور اجتماعی پہلوؤں پر جماعتی مذاکرہ کروائیں۔
- طلبہ کے گروپ بنائیں ہر گروپ امانت پر مشتمل چند ذاتی مثالیں اپنے ہم جماعت دوستوں کے سامنے پیش کرے۔

Web Version of PCTB Textbook

بُری عادات سے اِجتناب

(1) تکبُّر

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- قرآن و سنّت کی روشنی میں تکبّر کا مفہوم جان سکیں۔
- تکبّر کی مذمت اور وعید کو جان سکیں۔
- اُسوۂ رسولِ اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے تکبّر کے بارے میں تعلیمات جان سکیں۔
- تکبّر سے ہونے والے نقصانات کا جائزہ لے کر عملی زندگی میں تکبّر سے محفوظ رہ سکیں۔
- تکبّر کی وجہ سے ابلیس کے مردود ہو جانے کے قرآنی واقعات سے سبق سیکھ سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

انسان کا اپنے آپ کو افضل اور دوسروں کو حقیر سمجھنا تکبّر ہے۔ انسان کی باطنی بیماریوں میں تکبّر بہت بُری اور بڑی بیماری ہے۔ اس بیماری میں مبتلا شخص کو متکبّر اور مغرور کہا جاتا ہے، اس طرح کا شخص گویا کہ خود کو دھوکا دے رہا ہوتا ہے۔

تکبّر کی تین مختلف صورتوں میں سرفہرست اللہ تعالیٰ کے ساتھ خود کو شریک ٹھہرانا ہے، جیسے فرعون اور نمرود نے ربّ ہونے کا دعویٰ کیا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ انبیا کرام و رسل عَلَیْهِمُ السَّلَامُ کے مقابلے میں خود کو بڑا سمجھا جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کی گئی ان عظیم شخصیات سے بغض رکھا جائے، ان کی اطاعت و پیروی نہ کی جائے۔ جس طرح بعض اہلِ مکہ نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت کا صرف اس لیے انکار کیا کہ بنو ہاشم کے خاندان میں جناب عبداللہ کے گھر ایک یتیم بچہ بڑا ہو کر کس طرح نبوت کا دعوے دار ہو سکتا ہے؟ ان کا موقف تھا کہ نبوت کسی بڑے شہر میں کسی بڑے مال دار آدمی کا حق تھا۔ اس اعتراض کو قرآنِ مجید نے اس طرح بیان کیا ہے:

ترجمہ: اور وہ کہنے لگے یہ قرآن کیوں نہیں نازل ہوا (مکّہ اور طائف کی) دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر؟ (سُوْرَۃُ الزُّخرف:31)

تکبّر کی تیسری صورت یہ ہے کہ دوسرے انسانوں کے مقابلہ میں خود کو بڑا تصوّر کیا جائے اور انسانی مساوات کے تصوّر کو بھی قبول نہ کیا جائے۔ انسان کے اندر تکبّر بعض اوقات کثرتِ علم سے پیدا ہوتا ہے اور بعض اوقات عبادت و ریاضت، مال و دولت کی کثرت، حسب اور نسب پر فخر، عہدہ و منصب، کامیابی و کامرانی کے حصول، حسن و جمال اور طاقت و قوت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ تکبّر کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۸۳

ترجمہ: وہ آخرت کا گھر ہے، جسے ہم نے بنایا ہے ان لوگوں کے لیے جو نہ زمین میں بڑائی چاہتے ہیں اور نہ فساد اور نیک انجام پرہیز گاروں کے لیے ہے۔ (سُوْرَۃُ القصص:83)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

جس شخص کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی تکبّر ہوگا، وہ جنّت میں داخل نہیں ہوگا۔ (صحیح مسلم: 91)

غرور و تکبّر کی مختلف صورتیں ہیں، جیسے حق بات کا انکار کرنا، دوسروں کو حقیر جاننا اور زمین پر اکڑ اکڑ کر چلنا، کپڑے زمین پر گھسیٹتے ہوئے چلنا، اپنے سے کم مال و دولت والے کے پاس بیٹھنے سے نفرت کرنا اور اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کو ناپسند کرنا۔ اس کے برعکس کسی کو سلام میں پہل کرنا، کسی شخص کی نصیحت کو قبول کرنا، غصہ نہ کرنا اور کسی کو حقیر نہ سمجھنا تکبّر کا خاتمہ کرتا ہے اور انسان کے دل میں عاجزی کے جذبات پیدا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس نے انکار کیا اور اس کے انکار کی وجہ یہی تکبّر تھا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ اَبٰی وَ اسۡتَکۡبَرَ ٭۫ وَ کَانَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۳۴﴾

(سُوۡرَۃُ الۡبقرۃ: 34)

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب (فرشتوں) نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے انکار کیا اور تکبّر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔

انسان جب تکبّر میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اپنی جھوٹی انا کے تحفّظ کے لیے بُرے اخلاق کا سہارا لیتا ہے اور ایسا طریقہ اختیار کرتا ہے جو اس کی خود ساختہ عزّت کو بچا سکے۔ اس نحوست کی وجہ سے انسان جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ اور دیگر اخلاقی برائیوں کا شکار ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ انسانی معاشرے میں امن کی زندگی نہیں گزار سکتا، ایسے شخص کو اطمینانِ قلب جیسی عظیم کیفیت سے محروم رہنا پڑتا ہے، لامحالہ اس کا انجام دنیا اور آخرت میں ذلیل ہونا ہوتا ہے، متکبّر آدمی اپنے قریب بیٹھنے والوں سے نفرت کرتا ہے، مریضوں اور بیماروں سے بھاگتا ہے، آدمی گھر کے کام کاج میں حصہ نہیں لیتا۔ اس بیماری سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتے ہوئے اور انبیا کرام عَلَیۡہِمُ السَّلَامُ کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے غرور و تکبّر سے باز رہیں، تاکہ ہم دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو سکیں اور ہمارا معاشرہ امن و سلامتی کا گہوارہ بن سکے۔

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) تکبّر سے مراد ہے:

(الف) خود کو دوسروں سے افضل سمجھنا (ب) کثرت سے مال خرچ کرنا

(ج) تنہائی کو اختیار کرنا (د) دوسروں سے نفرت کرنا

Web Version of PCTB Textbook

(ii) ابلیس نے حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا:

(الف) تکبّر کی وجہ سے　(ب) مال و دولت کی وجہ سے
(ج) کثرتِ علم کی وجہ سے　(د) فرشتوں کا سردار ہونے کی وجہ سے

(iii) زمین پر اکڑ کر چلنا ایک صورت ہے:

(الف) تکبّر کی　(ب) عاجزی کی　(ج) صلہ رحمی کی　(د) رواداری کی

(iv) حدیثِ مبارک کے مطابق کون سا شخص جنّت میں داخل نہیں ہوگا؟

(الف) رائی کے دانے کے برابر تکبّر کرنے والا　(ب) گندم کے دانے کے برابر تکبّر کرنے والا
(ج) جو کے دانے کے برابر تکبّر کرنے والا　(د) چنے کے دانے کے برابر تکبّر کرنے والا

(v) متکبّر شخص محروم ہو جاتا ہے:

(الف) محنت سے　(ب) مال سے　(ج) نوکری سے　(د) اطمینانِ قلب سے

2- مختصر جواب دیں:

(i) تکبّر کا معنیٰ و مفہوم بیان کریں۔
(ii) تکبّر کی مذمت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ایک فرمان لکھیں۔
(iii) تکبّر کی کوئی سی دو صورتیں تحریر کریں۔
(iv) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے تکبّر کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟
(v) کن اعمال سے تکبّر کا خاتمہ ممکن ہے؟

3- تفصیلی جواب دیں:

(i) قرآن و سنّت کی روشنی میں تکبّر کی مذمت اور وعید تحریر کریں۔
(ii) متکبّر انسان کن اخلاقی برائیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے؟ وضاحت کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- ابلیس کے مردود ہو جانے کے قرآنی واقعات کی روشنی میں تکبّر پر سیر حاصل بحث کریں۔
- گروہوں کی صورت میں تکبّر کے نقصانات کے بارے میں کمرا جماعت میں ایک مکالمے کا اہتمام کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو بتائیں اور عملی زندگی سے مثالیں دیں کہ آپ کس طرح تکبّر سے بچتے ہوئے عاجزانہ رویہ اپنا سکتے ہیں؟
- تکبّر کے نقصانات کا چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook

بُری عادات سے اِجتناب

(2) حَسَدْ

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- قرآن و سنّت کی روشنی میں حسد کا معنیٰ و مفہوم جان سکیں۔
- رشک اور حسد میں فرق کر سکیں۔
- حسد کی وجوہات اور اسباب و علامات جان سکیں۔
- اُسوہ نبوی خَاتَمُ النَّبِيّن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے حسد سے بچنے کے متعلق احکام سمجھ سکیں۔
- عملی زندگی میں حسد سے بچنے کے فوائد کی مثالیں بیان کر سکیں۔
- حسد سے ہونے والے انفرادی و اجتماعی نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
- حسد کی علامات کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اپنا احتساب کر سکیں۔
- حسد سے ہونے والے نقصانات کا جائزہ لے کر عملی زندگی میں اس سے محفوظ رہ سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

حَسَد سے مراد وہ کیفیت ہے، جس میں ایک انسان کسی دوسرے کے پاس اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی نعمت پر خوش نہیں ہوتا، بلکہ یہ خیال کرتا ہے کہ کاش اس کے پاس یہ نعمت نہ ہوتی یا کاش دوسرے سے یہ نعمت چھین لی جائے، لیکن اگر کوئی شخص یہ سوچتا ہے کہ جو نعمت دوسرے کسی شخص کے پاس ہے، کاش میرے پاس بھی ہوتی تو اس کو رشک کرنا کہتے ہیں۔

قرآن و سنّت میں حسد کو پسند نہیں کیا گیا، لیکن رشک کی اجازت دی گئی ہے، حسد کرنے والوں کو حَاسِد کہتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ (سُوْرَةُ الْفَلَق: 5)

ترجمہ: اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔

سب سے پہلے ابلیس نے حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَام سے حسد کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے باوجود حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَام کو سجدہ نہیں کیا۔ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کے علم و فن، دولت و ثروت یا منصب سے حسد کرتا ہے وہ ابلیس کے پیروکاروں میں شمار ہوتا ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

''حسد سے بچو، حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے، جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔'' (سنن ابی داؤد: 4903)

رشک کرنا حرام نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں اور کسی کی اچھی عادت اور عمل کو رشک کی نگاہ سے دیکھنا جائز ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے رشک کے جائز ہونے کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

"رشک کے قابل تو دو ہی آدمی ہیں: ایک وہ جسے اللہ نے قرآن دیا اور وہ اس کی تلاوت رات دن کرتا رہتا ہے۔

اور دوسرا وہ جسے اللہ نے مال دیا ہوا اور وہ اسے اللہ کی راہ میں دن رات خرچ کرتا رہا۔" (صحیح بخاری:7529)

حسد کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ حاسد خود محنت نہیں کرتا، اگر وہ محنت کرتا تو اس کے پاس بھی اللہ کی نعمتیں ہوتیں اور وہ حسد کی آگ میں نہ جلتا۔ دوسری وجہ دعا نہ کرنا ہے، اس کے علاوہ دشمنی کے جذبات، حُبِّ دنیا، ہر وقت مال اور عہدے کے لالچ میں مست رہنا، حسد کی بنیادی علامات ہیں۔ حسد کا تعلق دل سے ہے افعال سے نہیں ہے لہٰذا جو شخص کسی بھی مسلمان کی برائی چاہے، وہ حاسد ہے۔ حاسد اپنا سب سے بڑا نقصان یہ کر رہا ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وہ نعمتیں جو اس نے انسان پر کی ہیں، ان کو ناپسند کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا مرتکب ہو رہا ہوتا ہے اور بعض اوقات انسان اس حد تک گر جاتا ہے کہ قتل و غارت پر بھی اتر آتا ہے۔ جس طرح قابیل نے حسد کرتے ہوئے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔ انسان جب اس طرح کی گھٹیا حرکت کرتا ہے تو دنیا و آخرت میں ناکام ہو جاتا ہے۔ معاشرے کو مثبت کی بجائے منفی جذبات اور عوامل کی طرف دھکیل دیتا ہے۔ یوں اپنی تخلیق کا مقصد بھی کھو بیٹھتا ہے اور مایوسی کی دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے، جیسا کہ یہودِ مدینہ محض حسد کی وجہ سے رسولُ اللہ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لانے سے محروم رہے۔

ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنا محاسبہ کریں۔ خصوصاً جب رات کو سونے کے لیے بستر پر جائیں تو پورے دن کا تجزیہ کریں کہ میں نے دل میں کسی شخص کے بارے میں حسد تو نہیں رکھا۔ اگر خود کو اس طرح کے جذبات کا مرتکب پائیں تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ اور استغفار کریں اور جس پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو دیکھیں، اس کے لیے خیر و برکت کی دعا کریں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہر رات کو سونے سے پہلے حَسد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ کر سوتے تھے، آپ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ النّاس) اور آیت الکرسی پڑھتے اور اپنے ہاتھ پر پھونک مار کر پورے جسم پر مل لیتے تھے۔
(صحیح بخاری:5748)

ہمیں چاہیے کہ ہم قرآن و سنّت کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے حَسد سے بچیں، تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں، جس پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو دیکھیں، اس کے لیے خیر و برکت کی دعا کریں، تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) ابلیس نے کس سے حسد کیا؟

(الف) حضرت ابراہیم علیہ السلام (ب) حضرت آدم علیہ السلام

(ج) حضرت نوح علیہ السلام (د) حضرت اسماعیل علیہ السلام

(ii) حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے:

(الف) آگ لکڑی کو (ب) غصہ عقل کو (ج) روشنی اندھیرے کو (د) بدی نیکی کو

(iii) کائنات میں سب سے پہلے قتل کی وجہ ہے:

(الف) حسد (ب) فضول خرچی (ج) کنجوسی (د) غیبت

(iv) یہودِ مدینہ کس وجہ سے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم پر ایمان لانے سے محروم رہے؟

(الف) حسد (ب) مال و دولت (ج) غرور (د) کنجوسی

(v) حدیث مبارک کے مطابق جن دو لوگوں سے رشک کرنا جائز ہے:

(الف) قاضی اور بادشاہ (ب) قاری اور سخی (ج) تاجر اور ملازم (د) عالم اور شاعر

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) حسد کا معنیٰ و مفہوم بیان کریں۔

(ii) رشک اور حسد میں فرق لکھیں۔

(iii) حسد کے دو نقصانات تحریر کریں۔

(iv) حسد کی دو وجوہات بیان کریں۔

(v) سنتِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی روشنی میں حسد سے بچنے کا کیا طریقہ ہے؟

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) حسد کے بارے میں قرآن و سنّت کی تعلیمات پر روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- حسد کے نقصانات پر مشتمل فہرست تیار کریں۔
- کن کن مواقع پر ہم حسد سے بچ سکتے ہیں؟ فہرست بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- حسد کے متعلق آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ کا چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook